جناب شاہد تسنیم صاحب۔ ایم۔ اے

قادیانی تبلیغ کی حقیقت

مبلغوں کے روپ میں استعماری طاقتوں کی حاشیہ نشینی

قادیانیوں کی بیرون ممالک تبلیغ کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ یہ لوگ سامراجی طاقتوں کے آلہ کار کے طور پہ ان ممالک میں استعماری مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ لوگ چاہے بابر معمولی کام ہی کیوں نہ کر رہے ہوں اپنے مراکز کو مبالغہ آمیز رپورٹیں روانہ کرتے ہیں۔ ان نام نہاد تبلیغی کارگزاریوں کی بناء پہ لاہور اور ربوہ کی جماعتیں سادہ لوح مرزائیوں سے چندہ بٹورتی ہیں۔ مشہور مرزائی مبلغ جماعت لاہور مولوی عبدالحق ودیارتھی نے ۱۹۵۰ء میں جنوبی امریکہ کا دوسرا تبلیغی دورہ کیا ڈچ گیانا میں ان کی مڈھ بھیڑ قادیانی مبلغ سے ہوئی۔ آپ قادیانی تبلیغ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"یادش بخیر قصر خلافت قادیان کے کنگروں تک بھی ہماری جماعت ڈچ گیانا کی کامیابی کی خبریں پہنچیں۔ حضرت مسیح موعود کی قبر کے مجاور کب گوارا کر سکتے تھے کہ کسی جگہ جماعت احمدیہ پیدا ہو اور وہ خانہ ساز آستانہ خلافت پہ درود و فاتحہ کا چڑھاوا اور نذرانہ و نیاز پیش نہ کرے چنانچہ خبروں کے پہنچتے ہی ان کے پیٹ میں قراقر اور نفخ کی ہوائیں زور و شور سے اٹھنے لگیں اور ڈچ گائنا میں مبلغ بھیجنے کی تیاریاں شروع کر دیں پہلے ہالینڈ میں مولوی غلام احمد بشیر کو ڈچ گائنا کا پاسپورٹ اور ویزا حاصل کرنے کیلئے لکھا گیا۔ جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو ظفر اللہ خاں کو تار ماری گئی، اور یوں مبلغ وہاں بھیجنے کی منظوری حاصل کی گئی۔ (قادیانی مبلغ نے) اپنی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ دی کہ ہماری جماعت بہت امیر ہے۔ اور ہم تین لاکھ روپیہ لے کر آئے ہیں سکول کالج کھولیں گے اور معقول تنخواہیں دیں گے۔ بچوں کو مفت تعلیم دیں گے تین

لاکھ روپے کا لالچ سن کر چند ایک لالچی بندے حصے بخرے مقرر کرکے ساتھ ہو گئے یا یوں سمجھئے چند لالچی مکھیاں بھوکی مکڑی کے فریب میں پھنس گئیں یہاں چندکا چند سو بناکر پیش کرنا کونسا مشکل کام تھا جس طرح ۲ لاکھ روپیہ کی جھنکار ایک دھوکہ اور فریب تھی اسی طرح ربوہ کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر چار سو آدمیوں کا آستانہ خلافت کو بوسہ دینا رشید شاہی جھوٹ تھا۔ اور مقصد یہاں کی جماعت سے چندہ بٹورنا تھا[۱]

آگے چل کر مولوی وریام علی لکھتے ہیں :

"کیا پوچھتے ہیں آپ اس خوشی کا جب ربوہ میں گاؤں سے یہ خبر پہنچی ہوگی کہ ہمارے سات سکول سورینام میں کھل گئے، کتنی بڑی کامیابی کا یہ ثبوت ہے۔ لاڈ مرید و چندہ کہ اتنے سکول چلانے کے لئے لاکھوں روپیہ کی ضرورت ہے اور یہ کرامت خلافت حقہ کا بین ثبوت ہے اس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ مبلغ صاحب مختلف لوگوں کے گھروں پر جاکر وشک دیتے کہ ہم آپ کے بچوں کو قاعدہ اور نماز مفت پڑھائینگے تو کوئی حقیقت ناشناس ان کو کہہ دیتا کہ بہت اچھا آپ ہمارے برآمدہ میں بیٹھ کر دو بچوں کو پڑھایا کریں۔ تو یہ سکول ۱ کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہوگئی کسی کے مکان پر آسفہ ملاں جی کو کہا بہت اچھا ہم محلہ کے بچوں کو کہیں گے کہ وہ ہفتہ میں ایک دن آدھ گھنٹہ کے لئے یہاں آجایا کریں گے۔ ایک مکان کے زیر زمین مرغی خانہ کے پہلو میں یہ عظیم الشان ہائی سکول ۲ کا نام پاتا تھا، کبھی کسی دن کچھ لوگوں کو چائے کی دعوت کا لالچ دے کر بلاتے تو ان کا فوٹو لے کر ربوہ بھیج دیتے کہ یہ لوگ سورینام میں بیٹھے بیٹھے ربوہ کے آستانہ خلافت کو بوسہ دے رہے ہیں قادیان اور ربوہ میں یہ حرکات بہت پرانی ہو چکی ہیں مجھے یاد ہے کہ قادیانی عرف ابوالبرکات صاحب لال کنواں دہلی میں رہتے تھے، انھوں نے ایک بہت بڑا بورڈ اپنی بیٹھک پر لگادیا "اشاعت اسلام کالج کھل گیا" کالج کی افتتاح کے دن دہلی کے روساء کو ایک کمرہ میں دعوت دی اور دوسرے کمرے میں قادیانی جماعت کے چیدہ چیدہ لوگوں کو لا بٹھایا کہ اس مبارک تقریب پر تلاوت قرآن مجید کریں۔ مولوی عمرالدین صاحب مرحوم کو درس دینے پر مقرر کیا

۱۔ روح اسلام لاہور جلد ۲ ۱۲، دسمبر ۱۹۵۷ء صفحہ

ادھر رؤساء کو یہ کہا کہ سب لوگ (یعنی قادیانی) اشاعت اسلام کالج کے طلباء ہیں ان کے اخراجات کالج برداشت کرے گا۔ پہلے سے ایک اپیل چندہ لکھ رکھی تھی اس پر رؤساء کے دستخط لے لئے کہ ہم نے کالج کا معائنہ کیا۔ طلبہ کافی تعداد میں تھے اور پڑھائی باقاعدہ اور اعلیٰ ہو رہی تھی۔ ہوائی کالج کے بانی صاحب نے قادیانی اور رؤساء دہلی دونوں کو خوب الّو بنایا اور چندہ کر کے کھا گئے۔ بعینہٖ یہی روش ٹرنیڈاڈ کے مبلغ صاحب نے خلیفہ ربوہ کی جوتیوں کی طفیل اختیار کر رکھی ہے۔ اگر ہمیں کہتے تو ہم ان کے لئے ایک اور کالج کا اضافہ کر دیتے، جس میں صدر صاحب جماعت سورینام معہ اپنے مقامی مبلغ کے وہسکی اڑاتے اور زیادہ سے زیادہ پینے کی مشق کرتے۔[1]

"جماعت ربوہ کا کیلا کالج" کے عنوان سے دریا لعل صاحب لکھتے ہیں:

"تازہ خبر یہ ہے کہ مبلغ صاحب ربوہ کو اسی جگہ شادی کر کے اپنے بیوی اور پیدا ہونے والے بچوں کا کالج کھولنے کی اجازت مل گئی ہے۔ مگر اس سے بھی ایک بڑھیا کالج ربوہی مبلغ نے ٹرینیڈاڈ میں کھول رکھا ہے جس میں مولوی محمد اسحاق ساقی ماسٹر آف عربک اور ان کی اہلیہ محترمہ یعنی پرنسپل اور پروفیسر دونوں نے کیلے کی زراعت کا کالج کھول کر ان کی تعلیم و تربیت میں بے حد کوشاں ہیں شاید یہ نام ساقی کی رعایت سے کیلے میں پینے پلانے کی کوئی چیز دریافت کرنے میں کامیاب ہو جائیں یہ ہے۔ ربوہی تبلیغ کا نمونہ اور کچا چٹھا کہ جس کا ڈھنڈورا پیٹ کر پاکستان کے سادہ لوح مریدوں سے چندہ بٹورہ جاتا اور جائیدادیں وقف کرنے کی اپیلیں کر کے مرحوم و مغفور مقبرہ بہشتی کی بجائے ربوہ کے شور بازار میں قبروں کی زمین حاصل کی جاتی ہے۔ سنا ہے خلیفہ صاحب کی برکت سے قادیان کے کل مقدس مقامات جو مجاوروں نے آمد کا ذریعہ بنا رکھے تھے۔ انڈین گورنمنٹ نے اوکیو ٹی پراپرٹی قرار دے کر ضبط کر لئے ہیں اور ڈھائی لاکھ روپیہ کرایا طلب کیا ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پہ یہ خوشخبری بھی جماعت کی برکات خلافت میں شمار ہوتی جاتی ہے"۔[2]

---

[1] روح اسلام لاہور۔ دسمبر ۱۹۵۷ء [2] ایضاً

یہ تو قادیانی مشنوں کے بارے میں رپورٹ تھی۔ اب ذرا لاہوری مرزائیوں کی کارگزاری سنیئے!
یہی مرزائی مبلغ اپنی جماعت کے بارے میں لکھتا ہے:

"اخبار میں موٹی سرخی دی جاتی ہے کہ فلاں ملک میں ہمارا مشن کھل گیا۔ اور مبلغ کو دیگر اخراجات تو ایک طرف سالہاسال تک تنخواہیں نہیں ملتیں۔ یہ حال ہے امریکن مشن کا، برلن کے امام ہوبہوم کا تار میں نے خود دوکنگ میں پڑھا کہ میری بیوی کے ہاں بچہ ہونے والا ہے۔ میرے پاس ایک پائی نہیں خدا کے لئے مجھے کچھ بھیجو۔ اس کا انجام جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے۔ وہ مبلغ احمدیوں کا دشمن ہوگیا اور آپ کا لکھوکھا روپیہ برباد ہوگیا۔ مرکز کے اس سلوک کرنے سے تمام مشنوں کا بیڑہ غرق ہو کر رہ گیا۔ بڑی محنت سے بنائی ہوئی جماعتیں ختم ہوگئیں اس کا ماتم انڈونیشیا کا برباد مشن کر رہا ہے، آنے والی نسلیں ان آثار قدیمہ کو دیکھ کر مرکز کے کرتا دھرتا لوگوں کی نالائقی پر آنسو بہائیں گی کہ یہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا مشن ہوا کرتا تھا۔ کیا یہ تبلیغ اسلام کا دعویٰ کرنے والی جماعت کے لئے مقام ذلت نہیں کہ وہ اپنی سالانہ رپورٹ میں ان مشنوں کی کامیابی کا ڈھنڈورا پیٹتی رہے۔ جن کا دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں، اور جماعت کو دھوکہ دے کر چندے وصول کرتی رہے"[۱]

مولوی دیدار علی نے ایک مضمون میں اپنی جماعت مرزائیہ کے جمود اور قادیانی جماعت کی کارروائیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کیا:

"امریکہ انگلینڈ اور بعض اسلامی ممالک کا دورہ کرنے کے بعد مجھے اس امر کا شدید احساس ہوا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے بعد ہر جگہ ہماری جماعت میں جمود نمایاں ہے۔ بعض جگہ جہاں ہمارے تبلیغ و اشاعت اسلام کے زبردست مشن تھے، قابل مشنری نہ ہونے کی وجہ سے بند ہوگئے، جہاں ہماری بڑی بڑی جماعتیں تھیں مرکز سے ان کی خبر گیری نہ ہونے کی وجہ سے جماعت ربوہ کو یہ موقعہ مل گیا کہ وہ ہماری بنی بنائی جماعتوں کو اپنے گلہ میں ملالیں۔ ہیلی، ٹرینڈاڈ،

---

[۱] مفضل ربوہ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۵۷ء

انڈونیشیا، سیلون اور مدراس وغیرہ ہندوستان کے شہر ایسے مقامات ہیں جن کے متعلق مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ وہاں کی جماعتیں کلیۃً یا قریباً ختم ہو کر ربوہی مبلغین کا شکار ہو چکی ہیں۔ ربوہ کی جماعت کے لئے یہ ایک نہایت ارزاں سودا ہے کہ وہ جہاں کہیں ہماری جماعت کی خبر پاتے ہیں۔ اس جگہ اپنے مبلغ بھیج کر جماعت کے افراد کو روپیہ پیسہ کا لالچ دلا کر غلط فہمیاں پھیلا کر اور افترا پردازیاں کر کے ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۹۵۶ء و ۱۹۵۷ء میں مجھے ڈچ گائنا میں ان کے مبلغین سے مقابلہ پیش آیا۔ ان کے اندر تبلیغ اسلام کی کوئی اہلیت نہیں صداقت اسلام اور حقانیت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بولنے کی ان میں کوئی قابلیت نہیں غیر مذاہب کے متعلق ان کی معلومات سطحی ہیں ان کو صرف ایک سبق بیس برس تک رٹایا جاتا ہے۔ (کیونکہ میاں محمود احمد صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے ہاں مبلغ بیس۲۰ برس میں تیار ہوتا ہے) جو سبق ان کو رٹایا جاتا ہے۔ اس کی ۵ فصلیں ہیں فصل اول کا عنوان ہے۔ مولانا محمد علی صاحب قادیان سے قرآن چرا کر لے گئے دوسری فصل کی سرخی ہے مولانا محمد علی انتخاب خلافت میں ہار گئے۔ تیسری فصل کا موٹا سرنامہ یہ ہے کہ خواجہ کمال الدین (معاذ اللہ) منافق تھے۔ چوتھا سبق ہے۔ ہماری جماعت بہت امیر ہے۔ ہم تین لاکھ روپیہ لے کر آئے ہیں۔ پانچویں خوشخبری یہ ہے کہ لوگوں کے بچوں کو ان کے گھروں میں جا کر دینیات (جو سر بسر گمراہی کا دوسرا نام ہے) کی تعلیم مفت دیں گے۔ پانچ ارکان اسلام کے بالمقابل ربوہی جماعت کے یہ پانچ اصول تبلیغ ہیں اور قبلہ اسلام کی طرف لوگوں کو جھکانے کی بجائے آستانہ خلافت پر لوگوں کو گرانا ان کی تبلیغ کا انتہائی گول ہے۔[1]

یہ۔۔۔ وہ قادیانی تبلیغ جس کا مرزائی ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتے اور اپنی جماعتوں سے لاکھوں روپیہ چندوں کے۔۔ ذریعے بٹورتے ہیں۔ اس مقام پر قادیانیوں کی تبلیغ کی علت غائی کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ نام نہاد تبلیغ اسلام کی حقیقی غرض وغایت کو مشہور مرزائی فریق لاہور ڈاکٹر بشارت احمد نے بڑی خوش اسلوبی سے آشکارا کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"گورنمنٹ سے اندرخانے خفیہ سازباز کی اگر عادت ہوگی تو جناب میاں صاحب

---

[1] روح اسلام لاہور جلد ۲ ع ۱۱ بابت ماہ نومبر ۱۹۵۷ء ص ۵

(مرزا بشیر الدین) کو ہوگی جنہوں نے بقول خود گورنمنٹ کی خاطر کانگریس کے مٹانے پر قوم کا لاکھوں روپیہ صرف کر دیا۔ یہاں تک کہ میاں صاحب کے قول کے بموجب جس وقت گورنمنٹ کے افسر اپنے گھروں میں آرام کیا کرتے تھے اس وقت بھی میاں صاحب کے مرید گورنمنٹ کا یہی خفیہ کام کیا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کے اکثر ممالک میں یہ قادیانی لوگ جاسوس سمجھے جانے لگے۔ خواجہ کمال الدین مرحوم فرماتے تھے کہ جس ملک میں میں گیا، وہاں کے لوگوں کو یہی کہتے سنا کہ یہ قادیانی لوگ گورنمنٹ کے خفیہ جاسوس ہیں یہ بات غلط ہو یا صحیح ہو مگر لوگوں کے قلوب پر یہ بد اثر کیوں پڑا اسی لئے کہ میاں صاحب گورنمنٹ کی خاطر ایسی خفیہ کارروایاں کیا کرتے تھے، جن کا انہوں نے خود اپنی تقریر میں اعتراف کیا ہے۔[1]

امت مرزایہ کا یہ کردار برطانوی سامراج کے عہد تک ہی محدود نہیں تھا، آج بھی قادیانی سامراجی طاقتوں کے اشارے پر اسلامی اقتدار اور مسلمانوں کی سیاسی بالادستی کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ نازیوں اور صیہونیوں کی طرح ان کا ایک اپنا طریق کار اور لائحہ عمل ہے، جس کے مطابق یہ دنیا میں کام کرتے ہیں، اور مبلغوں کے روپ میں مختلف ممالک میں گھس کر استعماری طاقتوں کی ذیلی حاشیہ نشینی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ■■

---

[1] مراۃ الاختلاف، ڈاکٹر بشارت احمد مرزائی فریق لاہور، مسلم پرنٹنگ پریس لاہور، بار اول ۱۹۳۸ء صفحہ ۹۲

دیانتداری اور خدمت ہمارا شعار ہے

ہم اپنے ہزاروں کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے

پستول مارکہ آٹا

پسند فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے

ہمیشہ پستول مارکہ آٹا استعمال کیجئے جسے آپ بہتر پائیں گے

نوشہرہ فلور ملز جی، ٹی روڈ۔ نوشہرہ ـــ فون 126